قانون سازی میں اسلامی نظریاتی کونسل کی کردار کا ایک جائزہ

The role of Council of Islamic Ideology in Legislation

Hafiz Iftikhar Ahmad

PhD Scholar, Department of Islamic Studies & Religious Affairs

University of Malakand, Chakdara, Dir Lower

E-mail: iftikharkhawar455@gmail.com Orcid: https://orcid.org/0000-0002-6222-5243

Dr. Badshah Rahman

Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Religious Affairs

University of Malakand, Chakdara, Dir Lower

E-mail: badshahrehman@uom.edu.pk Orcid: https://orcid.org/0000-0003-4630-2576

Dr. Najmul Hasan

Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Religious Affairs

University of Malakand, Chakdara, Dir Lower

E-mail: najmulh639@gmail.com

Abstract

The Council of Islamic Ideology, a legally established body, advises the legislature on whether a given law is compatible or not with the Qur'an and Sunnah. The first draught of Pakistan's 1956 Constitution suggested the Council of Islamic Ideology. In Article 228 of the 1973 Constitution, it was recognized as the Council of Islamic Ideology. The Constitution declares that its essential tenets are: to offer advice to the Provincial Assemblies and Majlis-e-Shoora (Parliament) on how to enable and inspire Pakistan's Muslims to organize their lives on an individual and communal level in accordance with teachings of the Holy Qur'an and Sunnah, to offer advice on any matter brought before the Council, including whether or not a proposed law is incompatible with Islam and to provide recommendations regarding the steps that should be taken to bring current laws into harmony with Islamic principles. The responsibilities and recommendations put forth by the council are examined in this article.

Keywords: *Ideology, Council of Islamic Ideology, Constitution, Islamic Law.*

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ.

مملکت خداداد پاکستان کا قیام جس بنیاد پر عمل میں آیا تھا، اس کا تقاضا تھا کہ اس ملک میں دین اسلام کو غلبہ اور بالادستی حاصل ہو اور مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ اسلامی احکام پر عمل کرنے کا موقع مل سکے۔ مصورِ پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان قائدِاعظم محمد علی جناح نے اسلامی اصولوں پر مبنی ایک مملکت کی صورت میں پاکستان کا تصور پیش کیا۔ اس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے بعد ان مقاصد سے وفاداری کا تقاضا تھا کہ پاکستان کے لیے دستور سازی کے دوران میں کسی بھی مسئلے میں قرآن وسنت کے احکام کی بالادستی پر آنچ نہ آنے دی جائے۔

ان آرزوؤں اور امنگوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ضروری تھا کہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں عملی قدم اٹھایا جائے اور پاکستان میں موجود تمام قوانین کو شریعت اسلامی سے ہم آہنگ کر دیا جائے اور آئندہ کے لیے کی جانے والی

قانون سازی اسلامی اصول کے مطابق ہو۔ان دونوں امور کو سر انجام دینے کے لیے ایک ایسے ادارے کا قیام ضروری تھا جو موجودہ پاکستان کے اسلامی قوانین کو پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو کہ وہ شریعت کے مطابق ہیں یا نہیں؟اور آئندہ وضع کیے جانے والے قوانین کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں مرتب کر سکے۔اس مقصد کے حصول کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل(Council of Islamic Ideology)وجود میں آئی۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آئین پاکستان کی ابتدا میں یہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا حاکم مطلق ہے۔اسلام ریاست کا مذہب ہے۔آئین کے تحت تمام مروجہ قوانین کو اسلامی روح اور قرآن وسنت طیبہ کے مطابق بنایا جائے گا اور اس سے متصادم کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی جبکہ غیر مسلموں کے لئے ان کے ذاتی قوانین (پرسنل لاز) کے مطابق عمل کیا جائے گا جنہیں کسی طور متاثر نہیں کیا جائے گا۔ریاست ایسے اقدامات کرے گی جن کی مدد سے مسلمان اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق گزار سکیں۔ملک میں جمہوریت، آزادی، مساوات، برداشت اور سماجی انصاف ہوگا۔اس مقصد کے لئے آئین میں اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ ایسی سفارشات پیش کرے کہ جن سے مسلمانانِ پاکستان کو ایسی رہنمائی مل سکے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلام کے سنہری اصولوں اور تصور کے تحت بسر کر سکیں۔کونسل ایسی سفارشات طے اور لائحہ عمل مرتب کرے جس کے مطابق مروجہ قوانین کو اسلامی روح کے مطابق ڈھالا جا سکے یعنی ایسی سفارشات پیش کرے جنہیں پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیاں قانونی شکل دے سکیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل: پس منظر

اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان کا ایک آئینی ادارہ ہے۔اسے 1962ء کے آئین کی اسلامی دفعات کے نتیجے میں آرٹیکل 204 کے تحت تشکیل دیا گیا۔اس وقت اس ادارے کا نام اسلامی مشاورتی کونسل رکھا گیا تھا۔1973ء کے آئین میں اس کا نام تبدیل کر کے اسلامی نظریاتی کونسل رکھ دیا گیا۔

1973ء کے آئین میں جب شق نمبر 227 شامل کی گئی جس کے مطابق پاکستان میں کوئی بھی قانون قرآن وسنت کے مخالف نہیں بنایا جائے گا تو عملاً اس کا باقاعدہ نظام وضع کرنے کی غرض سے اسی آئین میں دفعہ نمبر 228، 229 اور 230 میں اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے 20 اراکین پر مشتمل ایک آئینی ادارہ بھی تشکیل دیا گیا جس کا مقصد صدر، گورنر یا اسمبلی کی اکثریت کی طرف سے بھیجے جانے والے معاملے کی اسلامی حیثیت کا جائزہ لے کر 15 دنوں کے اندر اندر انہیں اپنی رپورٹ پیش کرنا تھا۔شق نمبر 228 میں یہ قرار دیا گیا کہ اس کے اراکین میں جہاں تمام فقہی مکاتبِ فکر کی مساوی نمائندگی ضروری ہوگی وہاں اس کے کم از کم چار ارکان ایسے ہوں گے جنھوں نے اسلامی تعلیم وتحقیق میں کم وبیش 15 برس لگائے ہو اور انہیں جمہوریہ پاکستان کا اعتماد حاصل ہو۔[1]

1973ء کے آئین کی شق نمبر 227 کے مطابق پاکستان میں قرآن وسنت طیبہ سے متصادم کوئی بھی قانون نہیں بنایا جائے گا۔اس قانون پر عمل درآمد کی غرض سے آئین کی دفعہ نمبر 228، 229اور 230 میں اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے 20 اراکین پر مشتمل ایک آئینی ادارہ بھی تشکیل دیا گیا جس کا مقصد صدر، گورنر یا اسمبلی کی طرف سے بھیجے جانے والے معاملے کا قرآن وحدیث طیبہ کی روشنی میں جائزہ لے کر 15 دنوں کے اندر اپنی سفارشات پیش کرنا ہوتا ہے۔[2]

1973ء کے آئین کی شق نمبر 228 میں یہ کہا گیا کہ اس کے اراکین میں تمام فقہی مکاتبِ فکر کی مساوی نمائندگی ہوگی۔ ممبران کی تعداد کم از کم 8اور زیادہ سے زیادہ 20 ہوگی جن کا انتخاب صدر پاکستان کریں گے۔[3]

ممبران میں ایسے افراد شامل ہونگے جو اسلامی اصول و فلسفہ کی تعلیم اور معلومات رکھتے ہوں، وہ قرآن وسنت طیبہ ،معیشت اور قانونی وانتظامی امور اور پاکستان کے مسائل سے آگہی رکھتے ہوں۔دو ممبران سپریم کورٹ یاہائی کورٹ کے جج کی اہلیت اور چار کے لئے کم از کم 15 سال اسلامی تعلیمات و تحقیق کا تجربہ رکھنا لازمی ہے۔ایک خاتون ممبر بھی لازمی ہوگی۔ ممبران کی مدت تین سال رکھی گئی ہے۔

کونسل کے چیئر مین حضرات:

یکم اگست 1962ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے جناب جسٹس ابو صالح محمد اکرام، 1962ء کے دستور کے آرٹیکل 199 کے تحت اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل کے پہلے چیئر مین مقرر ہوئے۔ان کے بعد درجہ ذیل افراد کونسل کے چیئر مین رہے:

- جناب پروفیسر علامہ علاؤالدین صدیقی۔
- جناب جسٹس(ر) محمد افضل چیمہ۔
- جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد جے ہالیپوتہ۔
- جناب مولانا کوثر نیازی۔
- جناب ڈاکٹر شیر محمد زمان۔
- جناب جسٹس حمودالرحمن۔
- جناب جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن۔
- جناب جسٹس(ر) محمد حلیم۔
- جناب اقبال احمد خان۔
- جناب ڈاکٹر محمد خالد مسعود۔

دسمبر 2010ء سے 2016ء تک جناب سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی کونسل کی سربراہی کے منصب پر فائز رہے۔2016ء سے تاحال پروفیسر ڈاکٹر قبلہ آیاز صاحب، چیئرمین ہیں جبکہ باقی بارہ ممبران ہیں۔[4]

موجودہ اراکین اسلامی نظریاتی کونسل:

علامہ محمد حسین اکبر، حافظ محمد طاہر محمود اشرفی، مولانا نسیم علی شاہ، مولانا حامد الحق حقانی، مفتی محمد زبیر، مولانا حسن حسیب الرحمن، پیر ابوالحسن محمد شاہ، پیرزادہ جنید امین، سید محمد حبیب عرفانی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری اور عمیر محمود صدیقی ممبران میں شامل ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے اہداف ومقاصد اور فرائض منصبی:

آئین کی دفعہ 230 کے تحت کونسل کی ذمہ داری درج ذیل چار امور کی انجام دہی ہے۔

اول: یہ کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن پاک اور سنت میں تعین کیا گیا ہے۔

دوم: یہ کہ کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس بابت رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں؟

سوم: یہ کہ ایسی تدابیر کی سفارش کرنا جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جاسکے، نیز ان مراحل کی نشان دہی کرنا جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لایا جاسکے۔

چہارم: یہ کہ مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کی راہ نمائی کے لیے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جاسکے۔[5]

مختلف اسلامی قوانین کی تدوین اور موجودہ قوانین کے جائزے کے ساتھ ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل مذکورہ بالا قانون ساز اداروں کی طرف سے کیے گئے استصوابات پر غور کرتی رہی ہے۔

1962ء کے آئین کے تحت وجود میں آنے والی "اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل" کو 22 استفسارات وقتاً فوقتاً موصول ہوئے تھے جن پر کونسل نے اپنی آراء کا اظہار کیا۔ موجودہ فرائض کی روشنی میں اسلامی نظریاتی کونسل نے 1984ء تک کل 135 استفسارات پر اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔[6]

اس کے بعد مئی 1984ء سے 6 مئی 1989ء تک کونسل نے 46 استفسارات پر شرعی زاویہ نظر سے غور و خوض کیا۔ اس کے بعد مزید 184 استفسارات پر اس نے غور کیا اور جوابات متعلقہ اداروں کو بھیجے۔ اس طرح کونسل اب تک کل 387 استفسارات پر اپنی رائے دے چکی ہے۔[7]

1973ء کے آئین پاکستان کے تحت اس کونسل کے ذمہ دو بڑے کام لگائے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ ایسے قوانین کی توثیق کرنا جو قرآن وسنت کے روشنی میں ہوں۔یعنی وطن عزیز میں بنائے اور نافذ کئے جانے والے قوانین کی تشکیل میں اسلامی تعلیمات سے روگردانی نہ ہونے پائے۔ یعنی آسان لفظوں میں قوانین کی اسلامی تشکیل ہے۔اس کی مزید وضاحت ایسے کی جاسکتی ہے کہ ''اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داری ہے کہ موجودہ قوانین کی جانچ پڑتال کر کے انہیں اسلامی احکامات کے مطابق بنانے کیلئے پارلیمان اور صوبائی اسمبلیوں کو تجاویز دینا اور دستور 73ء کے بعد بننے والے قوانین کے بارے میں صدر مملکت، کسی گورنر یا قومی اسمبلی کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کی روشنی میں سفارشات پیش کرنا ہے، کونسل کا دوسرا بڑا کام پاکستان میں اسلامی معاشرے کی تشکیل کے بارے میں سفارشات پیش کرنا ہے، جس میں پاکستان کے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق بنانے کی ترغیب اور طریق سب کچھ شامل ہے۔ آسان الفاظ میں یہ وفاق اور صوبائی اسمبلیوں کو اسلام کے مطابق سفارشات کرنا۔

کونسل کا قانون سازی میں کردار کا مختصر جائزہ:

قانون سازاداروں کی بنیادی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی احکام کی روشنی میں قوانین وضع کریں۔ آئین کا تقاضا ہے کہ مستقبل میں جو بھی قانون بنایا جائے، وہ اسلامی احکام کے مطابق ہو (دفعہ 227)، لہذا اسلامی نظریاتی کونسل کو ہر قانون پر جو وضع کیا جائے گا اور ہر قانونی دستاویز پر جو وجود میں آئے گی، برابر نظر رکھنا ہوگی اور اس کا اسلامی احکام کی روشنی میں جائزہ لینا ہوگا۔ اسی طرح خود آئین کے اندر ہی ہر قانون یا قانونی دستاویز کو اسلامی نطقہ نظر سے قابل قبول بنانے کا منہج اور لائحہ عمل تجویز کر دیا گیا ہے، لہذا کونسل کے آئینی فرائض میں داخل ہے کہ 14 اگست 1973ء کے بعد وضع ہونے والے قوانین کا بھی اسلامی احکام کی روشنی میں جائزہ لیتی رہی۔[8]

کونسل نے ان تمام وفاقی اور صوبائی قوانین کا بشمول مارشل لاء کے احکام وضوابط، ضمنی قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات جو 14 اگست 1973ء کے بعد منظر عام پر آئیں، کا جائزہ لیا اور ان میں مناسب ترامیم تجویز کیں۔

مشہور عالم دین مولانا زاہد الراشدی صاحب کونسل کا قانون سازی میں کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا ایک آئینی ادارہ ہے جس کے قیام کی گنجائش ۱۹۷۳ء کے دستور میں اس مقصد کے لیے رکھی گئی تھی کہ پاکستان میں مروجہ قوانین کا شرعی نقطۂ نظر سے جائزہ لے کر خلافِ اسلام قوانین کو اسلام کے سانچے میں ڈھالا جائے اور قانون سازی کے اسلامی تقاضوں کے سلسلہ میں قانون ساز اداروں کی راہنمائی کی جائے۔ ۱۹۷۳ء میں دستور کے نفاذ کے موقع پر اس مقصد کے لیے سات سال کی مدت طے کی گئی تھی لیکن ۱۹۷۷ء تک کونسل نے اس سمت کوئی پیشرفت نہ کی تو جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے اپنے دورِ اقتدار میں اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ نو کر

کے اسے نہ صرف متحرک بنایا بلکہ اسلامی نظریاتی کونسل ہی کی سفارشات کی بنیاد پر حدود آرڈیننس اور دیگر اسلامی قوانین کے نفاذ کا آغاز کیا۔[9]

ذیل میں ہم ان قوانین کا طوالت سے بچنے کے لیے صرف مختصر جائزہ پیش کریں گے کونسل نے جس کا جائزہ لیا گیا ہے یا اس میں مناسب ترمیم کی تجویز دی گئی ہے اور یا کونسل نے خلاف اسلام قرار دیا ہے:

- قوانین ربا اور بینکاری۔
- مجموعہ ضابطہ دیوانی(*The Code of Civil Procedure, 1908*)۔
- مجموعہ تعزیرات پاکستان1860ء۔
- مجموعہ ضابطہ فوجداری1898ء۔
- اسلامی نظام معیشت۔
- قوانین بیمہ اور اسلامی نظام تکافل۔
- عائلی قوانین۔
- یتیم پوتے کی وراثت۔
- نکاح کی رجسٹریشن۔
- طلاق۔
- حدود اور قصاص ودیت آرڈیننس۔

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کے رکن ملک اللہ بخش کلیار نے اردو نیوز سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا:

اب اسلامی نظریاتی کونسل ساڑھے 6ہزار سفارشات مرتب کر چکی ہے۔اب تک 211اجلاس ہوئے ہیں ،جس میں لاتعداد موضوعات پر عمل ہو چکا۔جن میں قانونی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظاموں کا جائزہ لے کر ساڑھے 6 ہزار سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔90 سے زائد سفارشات جن میں سود، کوٹہ سسٹم، خلع وطلاق، قانون شہادت، قانون ناموسِ رسالت، قانون قصاص،احترام رمضان آرڈیننس، وراثت، حق ملکیت، خواتین وبچوں کے حقوق اور غیر شرعی رسومات جیسے لاتعداد موضوعات شامل ہیں۔اسلامی نظریاتی کونسل ہر سال اپنی رپورٹ پیش کرتی ہے جسے دونوں ایوانوں (سینیٹ آف پاکستان اور قومی اسمبلی آف پاکستان) میں زیر بحث لایا جاتا ہے۔اسی طرح صوبائی اسمبلیاں اس کی وصولی کے 6ماہ کے اندر اسے قانونی شکل دے دیتی ہیں۔[10]

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں واضح ہے کہ کوئی بھی قانون قرآن وسنت سے متصادم نہیں بن سکتا، نظریاتی کونسل کا ادارہ حکومت کو قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کے لیے

رہنمائی اور سفارشات پیش کرتا ہے عمل درآمد حکومت وقت کی نیت پر ہوتا ہے۔ حکومت وقت کی نیک نیتی کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک رپورٹ کے مطابق اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے پارلیمنٹ کو اسلامی قانون سازی کے لیے بھجوائی گئی 90ہزار سے زائد سفارشات اور 20ہزار سے زائد رپورٹس اراکین پارلیمنٹ کی عدم توجہ کے باعث ایوان کے تہہ خانوں کی نذر ہو گئی ہیں۔(11)

کونسل ذرائع کے مطابق پارلیمنٹ کو ارسال کی گئی متعدد سفارشات میں سے صرف خواتین کے بنیادی حقوق اور بچوں کی جبری مشقت کے علاوہ دیگر سفارشات پر کوئی موثر قانون سازی نہیں کی جا سکی ہے۔

ایسے اہم ادارے جو کونسل کی سفارش پر تشکیل دیے گئے:

- وزارت مذہبی امور، اقلیتی امور، زکواۃ وعشر۔
- وفاقی شرعی عدالت۔
- شریعہ اکیڈمی۔
- لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان۔
- بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔
- سپریم کورٹ شریعہ اپیلینٹ بنچ۔(12)

کونسل نے اپنی تاسیس سے لے کر آج تک کم و بیش 157 اجلاس منعقد کیے ہیں۔ ان اجلاسوں میں مختلف نوعیت کے اہم مسائل زیر بحث آئے ہیں، جن پر کونسل نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ کونسل نے ذمہ داریوں کے اعتبار سے اپنے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(الف)موجودہ ملکی قوانین کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ:

کونسل کے ذمے ایک کام یہ تھا کہ وہ 15 اگست 1947ء کو برطانوی استعمار سے ورثے میں ملنے والے تمام قوانین و قواعد اور ضوابط اور اس کے بعد پاکستان کے وفاقی وصوبائی قانون ساز اداروں کے وضع کردہ قوانین واحکام کا اسلامی نقطہ نظر سے مبسوط جائزہ لے اور قوانین کے ایسے حصوں کی نشان دہی کرے جو قرآن وسنت سے متصادم ہوں۔

(ب) کونسل کے ذمے دوسرا کام یہ ہے کہ اسلامی احکام موزوں شکل میں مدون کر کے مجلس شوریٰ، یعنی پارلیمینٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو پیش کرے تاکہ انہیں قانون سازی کے ذریعے نافذ کیا جا سکے۔(13) اس دوسرے کام سے متعلق کونسل کی کارکردگی اور اس کے مرتب کردہ سفارشات کا جائزہ درج ذیل مختصرا پیش کیا جائے گا۔

آئین کی دفعہ 230 کی ذیلی شق 4 کے مطابق کونسل کو پہلے سے موجود قوانین کے ایک مبسوط جائزے کی رپورٹ پیش کرنا تھی، وہ بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر بروقت پیش نہ ہو سکی۔ البتہ جونہی سابقہ قوانین کے جائزے کا کام

مکمل ہوا، اسے طبع کر کے فائنل رپورٹ کی شکل میں پیش کر دیا گیا۔ اس جائزے کے لیے کونسل نے اپنے قیام سے لے کر دسمبر 1996ء تک متعدد اجلاسوں میں قوانین کی ایک ایک شق کو زیر غور لا کر انہیں قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا اور قانون سازی کے لیے قانون ساز اسمبلیوں کو پیش کیا۔ یہ قوانین وہ تھے جو قیام پاکستان کے وقت برطانوی حکومت سے بطور ورثہ ملے تھے۔ یا وقتاً فوقتاً 14 اگست 1973ء تک قانون ساز اداروں نے بنائے تھے، یا ان قوانین میں ترامیم کی گئی تھیں۔ ان قوانین میں سے کونسل جن میں ترمیم تجویز کیں، ان میں سے اہم یہ ہیں:

- جدید بینکاری اور ربا کے قوانین۔
- قوانین شہادت۔
- مجموعہ تعزیرات پاکستان۔
- قانون انتقال جائیداد۔
- قانون معاہدہ۔
- مسلم عائلی قوانین۔
- قانون ضابطہ فوجداری۔
- قانون وراثت۔
- قانون بیع مال۔
- قوانین بیمہ۔
- قانون محصولات۔
- قانون پنشن و گریجویٹی۔
- قانون معاوضہ محنت کشاں۔
- قانون اسناد طبّی۔
- آئین پاکستان 1973ء۔[14]

یہاں پر صرف اسلامی نظریاتی کونسل کا قانون سازی میں کردار ادا کرنے کے حوالے سے چند سفارشات پیش خدمت ہیں۔ رضیہ شبانہ اپنی آرٹیکل "اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا ایک تجزیہ" میں لکھتی ہیں:

اسلامی قوانین کے تناظر میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل سے متعلق سفارشات (1974ء-1976)

اسلامی نظریاتی کونسل نے 1974-1976ء کے دوران متعدد اجلاسوں میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل جدید کے موضوع پر غور وخوص کرنے کے بعد سفارشات پیش کیں ان کی تلخیص حسب ذیل ہے۔[15]

1. پاکستان میں ہجری تقویم نافذ کی جائے۔

2. پورے ملک میں ہفتہ وار تعطیل کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا جائے۔

3. حکومت پاکستان سادہ قومی اور سرکاری لباس مقرر کرے۔

تجویز یہ ہے کہ شلوار قمیض کو قومی لباس کے طور پر اختیار کرنا چاہیئے۔البتہ مستورات دوپٹہ کا اضافہ کریں۔اور ان کا سرکاری لباس بھی یہی۔ مرد سرکاری لباس میں شلوار قمیض کے علاوہ شیر وانی یا ترکش کوٹ اور جناح کیپ استعمال کریں۔

4. سرکاری تقریبات میں شرکاء کے لئے قومی لباس زیب تن کرنالازمی قرار دیا جائے۔

5. سرکاری تقریبات نماز کے اوقات کے بعد منعقد کی جائیں اور اگر کسی تقریب کے دوران نماز کا وقت آجائے تو درمیان میں مناسب وقفہ برائے نماز کیا جائے۔

6. جو لوگ ملازمت مین ہیں ان کی سالانہ خفیہ رپورٹ (A.C.R) میں ایک کالم کا اضافہ کیا جائے۔ جس میں ملازمین کی اخلاقی اور دینی حالت کی وضاحت ہو۔

7. وفاقی اور صوبائی پبلک سروس کمیشن اپنے امتحانات کے نصاب میں اسلامی تعلیمات کو ہر مضمون میں اہم مقام دیں اور ان امتحانات میں اسلامی نظریہ خیات کا ایک پرچہ لازماً شامل کریں۔

8. دفتری اوقات میں نماز ادا کرنے کے لئے وقفہ ہونا چاہیئے۔اور ہر دفتر میں اس کے قرب وجوار میں اس فرض کی ادائیگی مناسب جگہ مخصوص کی جائے۔

9. مساجد کو معاشرے میں مرکزی حیثیت دی جائے۔اور حکومت اس کے لئے گرانٹ دینے میں فراخ دلی کا مظاہرہ کرے۔

10. اصحاب اقتدار نماز جمعہ مساجد میں ادا کریں۔

11. خواتین کے لئے مساجد میں نماز جمعہ اور درس وتدریس کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

12. مسجد ومکتب کا تعلق دوبارہ قائم کیا جائے۔

13. ملک میں اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لئے اسلامی نظام رائج کیا جائے۔ جس کے لئے ماہرین تعلیم کی سفارشات حاصل کی جائیں۔

14. سردست مسلمانوں کے شخصی قوانین کی درس وتدریس میں طلباء کو ان قوانین سے متعلق قرآن وسنت کے احکام اور مختلف مکاتب فکر کے فقہائے کرام کی آراء اصول اور دلائل سے بھی روشناس کرانے کا اہتمام کیا جائے۔مزید براں مروجہ نصاب میں تبدیلی عمل میں لاکر نصابی کتب کو از سر نو ترتیب دیا جائے۔

15. ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر حتی الامکان پنجگانہ اذان دینے کا بندوبست کیا جائے۔

16. حکومت اندرون ملک تبلیغ کا کام اپنے ہاتھوں میں لے کیونکہ دینی اعتبار سے حکومت کا فریضہ ہے اور اس سلسلے میں تنخواہ اور مبلغین بیرون ملک مامور کئے جائیں۔

17. ملک بھر میں مقررین، واعظین، ذاکرین ایسے الفاظ استعمال کرنے سے احتراز کریں جس سے اسلام کے مختلف مکاتب فکر کے پیروکاروں میں باہمی منافرت کا اندیشہ ہو۔ بلکہ یہ ازبس ضروری ہے کہ وہ اختلاف ختم کرنے اور قومی یکجہتی کے تحفظ پر زور دیں۔ نیز رواداری اور وسیع المشربی کا درس دیں۔

18. ہمیں انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اسرف و تبذیر سے پرہیز کرنا چاہیے۔

19. چونکہ فریضہ زکوٰۃ اسلامی نظام عبادت اور نظام معیشت کا اہم حصہ اور کتاب و سنت کی رو سے انتظام زکوٰۃ حکومت اسلامی کے لازمی بنیادی فرائض میں شامل ہے۔ نیز آئین پاکستان کے آرٹیکل 31(2)(سی) میں بھی حکومت عملی کا ایک اصول "زکوٰۃ کی مناسب تنظیم کا اہتمام کرنا" قرار دیا ہے۔ لہٰذا اسلامی نظریاتی کونسل سفارش کرتی ہے کہ حکومت زکوٰۃ کے جمع و صرف اور ادائے فریضہ زکوٰۃ کی تبلیغ و ترغیب کا جلد اہتمام کرے اور یہ پیش نظر رکھے کہ مال زکوٰۃ کے مصارف شرعی پر ہی خرچ کیا جائے۔

20. اصولی طور پر طے پایا کہ سود حرام ہے اور اسے ختم ہونا چاہیے۔

21. سرکاری تقریبات میں حرام اشیاء خورد و نوش کے استعمال پر مکمل پابندی عائد کی جائے نیز یہی پابندی کلبوں اور ہوٹلوں پر لازم ٹھہرائی جائے۔

22. اخبارات و رسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ عامہ کو عریاں اور ناشائستہ اشتہارات کی نشر و اشاعت سے روکا جائے نیز سینما گھروں کے باہر اور دیگر پبلک مقامات پر ناشائستہ تصاریر کی نمائش ممنوع قرار دی جائے۔

23. سرکاری تقریبات میں رقص کی نمائش قانوناً ممنوع قرار دی جائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کا مواخذہ کیا جائے۔

24. فلم، سٹیج، ٹیلی ویژن اور جملہ تقریبات میں عورتوں کے رقص کی نمائش ممنوع قرار دی جائے۔

25. سماجی برائیوں سے متعلق جرائم کے لئے کوڑوں کی سزائیں بھی مقرر کی جائیں اور ایسی سزا بر سر عام دی جائے ۔ مثلاً فحاشی، ملاوٹ اور ذخیرہ اندوزی وغیرہ۔

26. عصمت فروشی اور جنسی بدکاری کو جرم قرار دینے والے قوانین عملی طور پر نافذ کرنے کی غرض سے موثر اقدامات کیے جائیں۔

27. زنا رضامندی کی صورت میں زانی وزانیہ دونوں سزا کے تعین میں شادی شدہ یا غیر شادی شدہ میں تمیز ضروری ہے نیز زنا کی سزا میں ایک سو کوڑوں کے علاوہ کچھ اور سزا بھی دی جائے اور یہ سزا سر عام ہونی چاہیئے۔

28. گھڑ دوڑ میں شرط لگانا ممنوع قرار دیا جائے۔

29. ماہ رمضان میں کھلے عام کھانے پینے پر پابندی لگائی جائے۔[16]

درج ذیل بالا سفارشات پاکستانی معاشرے میں موجود برائیوں کے تدارک کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔اگر ان سفارشات کے عشرِ عشیر پر بھی عمل ہونا شروع ہو جائے تو پاکستانی معاشرے کی حالت سنور سکتی ہے۔اگرچہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا زیادہ تر تعلق قانونی امور سے متعلق اور قوانین میں ترمیم سے متعلق ہے۔ لیکن صرف قوانین میں ترمیم سے اسلامی معاشرے کی تشکیل ممکن نہیں ہے۔

زیر نظر آرٹیکل میں اسلامی نظریاتی کونسل کا قانون سازی میں کردار کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔کونسل کے ممبران نے بہت دقت، گہرائی اور محنت سے سفارشات تیار کیے۔ مگر افسوس کہ یہی سفارشات فائلوں میں بند ہے اور اکثر و بیشتر اس پر عمل تو دور کی بات اس کو حکومت وقت نے قابل توجہ بھی نہیں سمجھا۔یہی وجہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی حیثیت ایک عام حکومتی ادارے کی سی ہو گئی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت وقت سنجیدگی کے ساتھ ان سفارشات کو قابل عمل بنا کر پاکستان کی آئینی ودستوری تقاضے پورے کیے جائیں۔

سفارشات:

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا واحد ادارہ ہے جس کا مقصد اسلام کے فقہی مسائل پر غور و فکر کرنا اور ریاست وحکومت کو وقتاً فوقتاً تجاویز وسفارشات سے نوازتے رہنا ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کا بنیادی مقصد ہی یہی تھا کہ کونسل کی مشاورت سے، ملک کا دستور قران و سنت کے زیادہ سے زیادہ قریب رہے اور کوئی بھی حکومت، عین اسلامی قوانین کی روشنی میں کسی بھی قسم کی رہنمائی، کسی بھی وقت حاصل کر سکے۔ اگر دیکھا جائے تو اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان جیسے ملک میں اہم ترین ادارہ ہے۔پاکستان ایسے لوگوں کا ملک ہے جو روزِ اوّل سے نسبتاً زیادہ مذہبی طبیعت کے مالک ہیں۔ایسے ملک میں ''اسلامی نظریاتی کونسل'' کا وجود کسی نعمت سے کم نہیں۔یہ واحد ادارہ ہے جو فی الحقیقت حکومتی سطح پر شرعی فتوے کی سب سے بڑی اتھارٹی ہے۔

حکومت وقت سنجیدگی کے ساتھ کونسل کے سفارشات کو اہمیت دے تو کونسل کے فتووں کو نہ صرف پاکستان میں اہمیت حاصل ہوتی بلکہ پوری دنیا کے اسلامی ممالک یہاں سے رہنمائی لیتے۔آج بھی اگر اسلامی نظریاتی کونسل کو تھوڑے سے اجتہاد کے ساتھ از سر نَو کام کا موقع دیا جائے تو مذکورہ بالا اہداف حاصل کرنا چنداں مشکل نہیں۔

کونسل کے بہتری کے لیے چند تجاویز پیش ِ خدمت ہیں:

۱۔ کونسل میں اراکین کی تعداد بڑھادی جائے۔

۲۔ کونسل کا عرصہ مختصر کردیا جائے۔

۳۔ کونسل کے اراکین کو جمہوری طریقے سے منتخب کیا جائے۔

۴۔ انتخاب میں نمائندگی متناسب ہو۔

اس طرح کسی کی اجارہ داری قائم نہ رہ سکے گی۔ اور وہ دن دور نہیں کہ کسی حد تک ہماری امیدیں پوری ہونا شروع ہو جائیں۔ ایک بار قوم کے علماء اجتہاد کے راستے پر چل پڑے تو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا خواب بہت جلد پورا ہو سکتا ہے۔

خلاصہ بحث: طوالت کی خوف سے اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام کاوشوں کا احاطہ کرنا اس جگہ ناممکن ہے، لہذا ایسے موضوعات کا تذکرہ کرنا مقصود ہے جن پر کونسل نے سفارشات مرتب کرکے حکومت کو بھیجی ہے۔ ان میں سے چند موضوعات یہ ہیں:

1. اسلامی نظام عدل۔
2. اسلامی نظام حکومت۔
3. اسلامی قانون شہادت 1982ء۔
4. تعلیمی سفارشات۔
5. معاشرتی اصلاحات پر سفارشات۔
6. خاندانی منصوبہ بندی۔
7. اسلامی معاشرے کی تشکیل۔
8. ذرائع ابلاغ عامہ۔
9. کلوننگ، اعضاء کی پیوند کاری۔
10. قانون معاہدہ و دادرسی مختص۔

پاکستان میں اسلامی قوانین کو غالب و بالادست بنانے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل نے گراں قدر کوششیں کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے قوانین میں جہاں بھی ہمیں اسلامی رنگ نظر آتا ہے، اس میں کونسل کی کاوشوں کا حصہ قابل لحاظ ہے۔ قیام پاکستان سے 1979ء تک کے عرصے میں قوانین اسلام کے نفاذ کے ضمن میں کوئی بڑی پیش رفت نہ ہو سکی، لیکن اس کے بعد 1971ء میں حدود آرڈیننس کے نفاذ سے شروع ہونے والے سلسلے میں متعدد قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنایا گیا، مثلاً زکواۃ و عشر کا نظام، ملک سے سود کے خاتمے کے لیے حکومت کے احکامات، قصاص

ودیت آرڈیننس، قانون وعدلیہ اور اقتصاد کے اسلامی نظام کے لیے کارکن تیار کرنے کی خاطر پہلے شریعہ فیکلٹی اور پھر اسلامی یونیورسٹی کا قیام، عدلیہ کو قوانین کے اسلامی اختیار دینے، شریعت بنچوں اور وفاقی شرعی عدالت کا قیام جیسے اہم اقدامات شامل ہیں۔

حواشی

(۱)- آئین پاکستان 1973ء، آرٹیکل: 230–231-الف۔

(۲)- ایضا۔

(۳)- ایضا۔

(٤)- قاضی: ڈاکٹر سمیحہ راحیل، اسلامی نظریاتی کونسل کے سالانہ رپورٹ 2016ء، اسلامی نظریاتی کونسل (ادارہ جاتی پس منظر اور کارکردگی) ص:24، س-ن۔

(٥)- آئین پاکستان 1973ء مع جدید ترامیم، 2005ء، دفعہ: 230، ص:202۔

(٦)- رپورٹ استفسارات 1962ء تا 1984ء، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، مئی 1984ء، ص: غ۔ف۔

(۷)- رپورٹ استفسارات فروری 1990 تا ستمبر 1991ء، ص: 1۔2۔

(۸)- قوانین کی اسلامی تشکیل، سلسلہ دوم، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، مئی 2000ء، ج: 1، ص: 6۔

(۹)- ماہنامہ الشریعہ، 'اسلامی نظریاتی کونسل کی رجعت قہقری' گوجرانوالہ، اپریل ۱۹۹۰ء۔

(۱۰)- اردو نیوز، 13 جون 2018۔ https://www.urdunews.com/node/263451

(۱۱)- کالم روزنامہ ایکپریس نیوز، پاکستان، اسلامی نظریاتی کونسل، ایک جائزہ، شبیر احمد ارمان، 21 جون 2018ء۔

(۱۲)-اسلامی نظریاتی کونسل کے سالانہ رپورٹ 2016ء، اسلامی نظریاتی کونسل (ادارہ جاتی پس منظر اور کارکردگی) ص:24، س-ن۔

(۱۳)- منصوری، محمد طاہر، اجتماعی اجتہاد تصور، ارتقاء اور عملی صورتیں، ص: 277۔ ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد 2007ء۔

(۱٤)- دیکھیے: فائنل رپورٹ، جائزہ قوانین 14 اگست 1973ء تک، اسلام آباد: اسلامی نظریاتی کونسل، مئی 2002ء، ص: 335-341۔

(۱٥)- رضیہ شبانہ، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا ایک تجزیہ، پاکستان جرنل، اسلامک ریسرچ، جلد 3، شمارہ، 2009ء، ص: 5-7۔

(۱٦)- سالانہ رپورٹ، 1975ء اور 77ء، اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، ص: 225، 263، 317، 321۔

(References)

Qāāḍī: Dr. Samīḥah Rāḥīl: Islāmī Naẓrīātī Kūnsel Kī Sālānah Repūrt, 2016.

Consistution of Pakistan, 1973, Articles: 230- 231.

Qawānīn Kī Islāmī Taškīl, Islāmī Naẓrīātī Kūnsel, 2000.

Islāmī Naẓrīātī Kūnsel Kī Rağʿate Qahqarā, Māhnāmh Al-Šrīaʿť, 1990.

Https://Www.Urdunews.Com/Node/263451

Šbīr Aḥmad Armān: Islāmī Naẓrīātī Kūnsel Īk Ğāʾizh, Daily Express News, 21st June 2018.

Manṣūrī, Muḥamad Ṭāher: Iğtmāʿī Iğthād Taṣūr Irteqāʾ Aūr ʿmalī Ṣūratīn, IRI, IIUI, 2007.

Final Report, Islāmī Naẓrīātī Kūnsel, 2002.

Raḍīť Šabānať: Islāmī Naẓrīātī Kūnsel Kī Safāršāt Kā Aīk Tağzīh, Pakistan Journal, 2009.

Islāmī Naẓrīātī Kūnsel Kī Sālānah Repūrt, 1975 – 77.